نمائندگانِ نقیب

رپورٹ: مولانا ابومعاویہ رحمانی

مجلس احرار اسلام نے دین کی سربلندی کیلئے بے پناہ قربانیاں دیں۔

مسجد منزل گاہ سکھر، آج بھی جدوجہد احرار کی گواہی دے رہی ہے۔

جنرل ڈائر کی روحانی اولاد شہداء ختم نبوت کے مشن کو ختم نہیں کر سکتی۔

اسلام کو کامل ضابطۂ حیات ماننے والے ہی اس کا نفاذ کر سکتے ہیں۔

(سید عطاء المؤمن بخاری)

سکھر ایک تاریخی شہر ہے۔ اس شہر سے بہت سی دینی تحریکات کی تاریخ وابستہ ہے۔ خصوصاً "تحریک مسجد منزل گاہ"۔ سکھر کی اس تاریخی مسجد کے تقدس کی حفاظت کے لئے ماضی میں مجلسِ احرار اسلام نے تحریک چلائی اور اس میں بے پناہ کامیابی حاصل کی۔ اس تابناک ماضی کی وجہ سے مسجد منزل گاہ سکھر سے احرار کا جذباتی تعلق بھی ہے۔

۲ فروری ۱۹۹۳ء کو مجلسِ احرارِ اسلام کے قائم مقام امیر حضرت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ سکھر تشریف لائے۔ اور اس موقع پر انقلاب آفرین خطاب فرمایا۔ ذیل میں شاہ جی کے طویل خطاب کا ایک مختصر مگر ابتدائی وجہ ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔ انشاء اللہ مکمل خطاب پمفلٹ کی صورت میں عنقریب قارئین کی نذر کیا جائے گا۔ (ادارہ)

خطبۂ مسنونہ کے بعد شاہ جی نے مجلس احرار اسلام کا تعارف کراتے ہوئے کہا: "اس سرزمین پر اللہ کے عاجز بندوں نے اللہ کی مخلوق کی بھلائی مسلمانوں کے وقار کی بلندی دینِ اسلام کے غلبہ و تسلط اور اسکی حاکمیت قائم کرنے کے لئے مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ، عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، تاج الدین انصاری، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی اور مولانا گلشیر شہید جیسے مجاہد پیدا کئے۔ ان حضرات نے حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری رحمہ اللہ اور دیگر اکابر علماء کی سرپرستی میں یہود و نصاریٰ کی حاکمیت اور غلبہ و تسلط سے ہندوستانی باسیوں کو نجات دلانے کے لئے ۱۹۲۹ء میں اجتماعی جدوجہد کا آغاز کیا۔ انہی اکابر کا کام الحمدللہ اب بھی احرار جاری رکھے ہوئے ہے۔

شاہ جی نے فرمایا کہ آپ کے شہر سکھر میں آج بھی وہ اللہ کا گھر مسجد منزل گاہ کے عنوان سے موجود ہے جو احرار کی تاریخ کی گواہی دے رہا ہے۔ دنیا مٹ جائے گی مگر یہ گواہی ختم نہ ہوگی۔

مجلس احرارِ اسلام اپنے دامن میں تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت جیسی عظیم امانت رکھتی ہے جس کے عنوان پر تیرہ ہزار سے زائد مسلمانوں نے اپنے سینوں کو گولیوں سے چھلنی کرایا۔ وقت کے فرعونوں، نمرودوں،

چنگیزوں، اور ہلاکوؤں، ڈائر و ایڈوائر کی روحانی اور معنوی اولاد خواجہ ناظم الدین، جنرل اعظم خان اور ممتاز دولتانہ نے اپنی قوت و جبروت کے بل بوتے پر یہ سمجھا کہ ان نادار و بے کس، تہی دست لوگوں کی لاشوں کو چھانگا مانگا کے جنگلات میں جلا کر اور ان کی خاک کو نہروں میں بہا کر محمد علیہ الصلوٰۃ و اسلام کی ختم نبوت کے مسئلے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے گا۔ مگر یہ انکی بھول تھی کہ وہ کام، وہ نعرہ، وہ تحریک، وہ عنوان جس میں مسلمانوں کا خون بہہ جائے وہ کبھی ختم نہیں ہوا کرتا۔ وہ پودا ایسا بار آور ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو بڑا ہو کر پہنچنے سے روک نہیں سکتی۔ یہ مجلسِ احرار اسلام کی تاریخ ہے اور آج ہم اپنے بزرگوں کی اس محنت کو لے کر آگے بڑھنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اپنے بزرگوں کی لاشوں کو تجارت بنانے جیسے ملعون عمل سے آج تک اپنے دامن کو محفوظ رکھا ہے۔ خدا اس عملِ بد سے بچائے۔ ہاں! ایسے بھی موجود ہیں جنہوں نے عطاء اللہ شاہ بخاری کی لاش اور کفن دونوں سے سوداگری کی ہے۔ تجارت کی ہے۔۔۔۔۔۔۔ باقی

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا
کیئے جاؤ میخارو کام اپنا اپنا

شاہ جی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ مجھے کوئی آدمی ایسا بتا دیجئے کہ وہ کوئی کام کرتا ہو اور اس کی کامیابی اور ناکامی کے اسباب پر غور کرتا ہو۔ پاکستان بنے پینتالیس سال ہوگئے ۴۷ء سے ۹۳ء آگیا ہم سب مسلمان بھائیوں نے مختلف عنوانوں سے اس سرزمین پر اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کی۔ کس سرزمین پر؟ جس کو اللہ اور اس کے رسول کے نام پر ہم نے حاصل کیا۔ اس میں دین کے نفاذ کی جدوجہد پینتالیس برس سے جاری ہے۔

سوال صرف اتنا ہے کہ پنتالیس برس کے اس اخلاص و للھیت، علم و شعور تدبر، اور فہم و فراست کی تمام تر توانائیوں کا بھر پور استعمال آج ہمیں کیا نتائج دے رہا ہے۔ میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ ہماری سب کی، ہمارے بزرگوں کی اور دین پر جان نچھاور کرنے والوں کی محنتوں کا ثمر آج کیا ہے؟

کیا ہمیں اس کا ثمر یہی ملنا چاہیئے کہ قوم کے نوجوان زنا اور جنسی جنون میں مبتلا ہو جائیں۔ کیا ۴۵ برس کی دینی محنت کا صلہ یہ ہونا چاہیئے کہ امت مسلمہ کے نوجوان سگی بہنوں سے بدکاری شروع کر دیں۔ پاکستان کے کفریہ معاشرہ میں یہ ناممکن اعمال ممکن بنا دیئے گئے ہیں ہمارے قومی اخبارات ان خبروں کے شاہد ہیں۔ وہ دین جس نے عرب چوروں، ڈاکوؤں، زانیوں، شرابیوں کو جو انسانیت کے نام پر غلیظ ترین دھبہ تھے اس سرزمین کے باسی جب اس دین پر آئے تو دنیائے انسانیت کا شرف بن گئے۔ ان کے اشارے کو لوگوں نے حق و صداقت کی علامت سمجھ لیا اس دین پر چلنے سے وہ امین و صادق بن گئے۔

ہم نے اس دین سے منہ موڑا۔ اس کی تہذیب و ثقافت کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ یہود و نصاریٰ کی تہذیب و ثقافت، تمدن، نظام ریاست و سیاست سب کچھ انہی کا قبول کیا۔ اسکے بعد اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ میں ایک ہی بات کہتا ہوں جب تک اسلام کو ایک کامل ضابطۂ حیات مان کر ہم اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے حالات و مسائل یہی رہیں گے بلکہ اس سے بدتر ہوں گے۔

حضرت شاہ جی کے خطاب نے لوگوں کو اپنی گرفت میں جکڑ رکھا تھا تمام مجمع ساکت و جامد اور ہمہ تن گوش تھا کہ اچانک شاہ جی نے یہ کہہ کر گفتگو کا سلسلہ توڑ دیا۔ پھر ملیں گے اگر خدا لایا۔